جہاد جاری ہے۔

اقلیتی فیصلہ اور اس کے ذیلی تقاضے

؟

ایڈیٹر الحق کا سوالنامہ

اور

مشاہیر علم و فضل زعماء ملک و ملت کے

جوابات

تاثرات، خطرات

لائحہ عمل ---- اور ---- تجاویز

حکومت، عوام، علماء، مجلس عمل اور عالم اسلام کی فوری ذمہ داریاں

- آئینی فیصلہ کے بارہ میں آپ کے تاثرات اور خدشات؟
- کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی؟
- ملک و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی اثرات ----؟
- ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریق کار اور لائحہ عمل ----؟

(سمیع الحق)

الشیخ محمد صالح القزاز سیکرٹری جنرل

رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ

حضرة المكرم الفاضل الشيخ عبد الحق المحترم - بشاور - الباكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

تسلمت رسالتكم الكريمة رقم ٩٢٣٧ وتاريخ ١٧ سبتمبر ١٩٧٤ التي اعربتم فيها عن ابتهاجكم وابتهاج اخواننا المسلمين بما قررته الجمعية الوطنية بشأن الطائفة القاديانية واعتبارها اقلية غير اسلامية .

والواقع ان ذلك فضل من الله حيث جاء الحق وزهق الباطل لان هذه الفئة عاثت في الارض فسادا ونشرت دعايتها الضالة زهاء تسعة وتسعين عاما وسيطرت على افكار كثير من المسلمين في اوربا وافريقيا حيث وقعوا في شراك ضلالها

وانا نحمد الله تعالى على ما اصاب هذه الطائفة الضالة من خزي وقد انفضح امرها وما بثته من عوامل الفرقة بين المسلمين في السياسة والمجتمع على السواء ونرجو الله الا تقوم لها قائمة بعد الآن وان يتنبه اخواننا المسلمون الى دسائسها

ونواياها السيئة ومكايدها التوسعية ضد المسلمين الحقيقيين.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

الامين العام محمد صالح القزاز
(۱۳/۹/۹۴ء)

ترجمہ: قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارہ میں قومی اسمبلی کے شاندار فیصلے پر آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مسرتوں کی غمازی کرنے والا گرامی نامہ موصول ہوا۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ حق غالب ہوا اور باطل مٹ گیا۔ اس لئے کہ اس فرقہ نے زمین میں فساد برپا کیا تھا، اور اس کی گمراہ کن جھوٹی دعوت تقریباً ۹۹ برس تک پھیلتی رہی جو یورپ اور افریقہ میں بہت سے مسلمانوں کی فکری گمراہی اور کجروی کا ذریعہ بنی۔ آج ہم اس فرقہ ضالہ کی رسوائی اور مسلمانوں میں اس کی سیاسی اور اجتماعی اور تفرقہ انگیزیوں اور ریشہ دوانیوں کی قلعی کھل جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس فرقہ کے قدم کہیں نہ جم سکیں گے ہمیں توقع ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان لوگوں کی سازشوں، خفیہ مذموم منصوبوں اور ان فریب کاریوں پر گہری نظر رکھیں گے۔ جو یہ لوگ سچے اور حقیقی مسلمانوں کے خلاف بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی محمد صالح القزاز)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ العلماء اسلام

شیخ الحدیث قاسم العلوم۔ ملتان

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ ومن اعزّ جندہ۔

پاکستان کی پارلیمنٹ نے عقیدہ ختم نبوت کو دستوری تحفظ دیکر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، یہ یقیناً ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ اس سلسلے میں پوری قوم اور پاکستانی ملت، اور جملہ ارکان پارلیمنٹ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ارکین خصوصیت سے مستحق تبریک ہیں جنہوں نے تین ماہ کی طویل جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر حکومت کے مرتشدد کا نشانہ بن کر اس تحریک کو کامیاب بنایا۔ بہت سے مقامات پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا، مساجد میں جوتوں سمیت داخل ہو کر بے گناہ نہتے مسلمانوں پر ظلم کیا۔ تھانوں میں فدائیان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض جگہ ایسی دلخراش حرکتیں روا رکھی گئی ہیں جن کا ذکر بھی کسی شریف انسان کے لئے ممکن نہیں۔ بعض مقامات پر شہیدوں کے خون کا

نذرانہ بھی پیش کیا۔ بہرحال جن حضرات نے بھی اس سلسلہ میں کوئی خدمت ، محنت اور قربانی حسن نیت اور خلوص سے پیش کی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ اس کی نجات آخروی کے لئے کافی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض سنجیدہ قسم کے لوگوں سے متعلق یہ سن کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے اس حل کا سہرا صرف اور صرف وزیراعظم بھٹو کے سر باندھنے کی سعی نامشکور میں مصروف ہیں۔ مسٹر بھٹو نے عوامی جدوجہد کے سامنے مجبور ہو کر اس فیصلہ کی تصدیق کی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اسمبلی کے اندر اور باہر انہیں کن مشکلات کا سامنا ہوا جس کے بعد انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ہم جب پوری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں۔ تو ہم نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پوری قوم کو انہیں اور ان کی پارٹی کو مستثنیٰ کئے بغیر ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے۔ نہ ہم نے اپنی جماعت کے لئے کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہے نہ ہم اس خالص مذہبی مسئلے کو سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جدوجہد کو قبول فرما کر ہر ایک شریک کارکو اس کا ثمرہ دنیا و آخرت میں عطا فرما دے۔

برصغیر پاک و ہند کے لوگوں نے برطانوی سامراج کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے آزادی کا مطالبہ کیا۔ جدوجہد کی۔ آخر جدوجہد کامیاب ہوئی۔ اور برطانیہ کی لیبر پارٹی کی گورنمنٹ اور اس وقت کے وزیراعظم مسٹر اٹیلے نے بامر مجبوری ہمارا مطالبہ تسلیم کر کے ہمیں آزادی دی۔ تو کیا ہندوستان کی آزادی کے لئے مسٹر اٹیلے اور لیبر پارٹی کی برطانوی گورنمنٹ کے نعرے لگائے جائیں۔ یا مجاہدین تحریک آزادی کو زندہ باد کہا جاوے۔

تازہ واقعہ ہے کہ الجزائر نے فرانس کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ۷ لاکھ سے دس لاکھ تک مجاہدین کا خون پیش کیا۔ آخرکار فرانس کی حکومت نے آزادی کا مطالبہ تسلیم کر کے الجزائر کو آزاد کر دیا تو اب فرانس اور جنرل ڈیگال مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یا الجزائر کے شہداء و مجاہدین۔

انڈونیشی عوام نے سوئیکارنو کے زیر قیادت "ڈچ" قوم سے طویل جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کی۔ ڈچ قوم نے مطالبہ مانا۔ اب کون مبارکباد کا مستحق ہے۔ بہرحال ختم نبوت کی تحریک کے مجاہدین کے تکالیف تشدد ظلم خونریزی پر بربیت کا جرم جس کے کھاتے میں پڑتا ہے۔ کم از کم تحریک کی کامیابی کا سہرا ایسے لوگوں کے سروں پر تو نہیں باندھا جا سکتا۔ پیپلز پارٹی ہی ایک ایسی پارٹی ہے جس کے ارکان نے انفرادی یا اجتماعی طور پر قوم کے اس عظیم مطالبے اور تحریک کا ہرگز ساتھ نہیں دیا۔ اور الگ تھلگ رہ کر عملاً ثابت کر دیا۔ کہ ان کا اس مطالبہ اور تحریک سے کوئی تعلق نہیں پھر پیپلز پارٹی یا اس کے چیئرمین ہی کو مدار المہام کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ فیا للعجب۔

الغرض مجموعی طور پر قوم اور اس کے نمائندوں نے ایک تاریخی فیصلہ صادر فرما کر دستوری طور پر مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو خارج از اسلام قرار دیدیا۔ اور انہیں پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، بدھسٹ شیڈول کاسٹ (اچھوت، چوہڑے، چماروں) کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اور یہ طے کر لیا کہ:

۱۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت کسی شکل کی خیال کے مطابق ملتی ہے وہ غیر مسلم ہے۔

۲۔ جو شخص ایسی کسی نبوت کا اپنے لئے دعویٰ کرتا ہے، وہ غیر مسلم ہے۔

۳۔ جو ایسے مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے۔ وہ غیر مسلم ہے۔

۴۔ جو ایسے مدعی نبوت کو مذہبی مصلح مانتا ہے، وہ غیر مسلم ہے۔ یہ بھی طے ہوا کہ جو مرزائی منافق بن کر خود کو مسلمان کہلاتے۔ وہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ نہیں کر سکے گا۔ اگر کرے گا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔ جو دو سال قید یا مشقت تک ہو سکتی ہے۔

جو مرزائی اپنے کو کافر تسلیم کرے تو وہ دستور کے مطابق اپنے مذہب کی تبلیغ قانون اور امن عامہ کے دائرہ میں کرے گا۔ اگرچہ ایسے واضح غیر مسلم شخص کی تبلیغ کا کسی پر اثر پڑنے کا کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کو ان فیصلوں پر خوش ہو کر غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ ابھی اس مسئلہ سے ذیلی مسائل بہت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کا حل بھی ضروری ہے عنقریب میں اس سلسلے میں حکومت کے نمائندوں سے مل کر ان چند مسائل کے حل کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ اللہ توفیق دے۔ بظاہر ذیلی مسائل یہ ہیں:

۱۔ مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے اوقاف کو حکومت اپنی تحویل میں لے۔ تاکہ اسلام کی اشاعت کے لئے لوگوں نے جو جائدادیں وقف کی ہیں۔ ان کی آمدنی غیر اسلامی کسی مذہب کی اشاعت پر صرف نہ ہوں ——

۲۔ ربوہ میں واقع سفید زمین کو مسلمانوں میں فوراً تقسیم کر کے اُسے کھلا شہر قرار دینے کی عملی صورت پیدا کی جاوے۔

۳۔ لاہوری گروہ نے انجمن بنائی ہے۔ وہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ لہٰذا یہ نام قانوناً تبدیل کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ اب وہ اسلام کی اشاعت کا کام نہیں کر رہا۔

۴۔ مرزائی اپنی تبلیغ اسلام کے نام سے نہیں کر سکیں گے۔ ان پر قانونی پابندی عائد کرنی ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا مذہب اب قانوناً اسلام نہیں رہا۔

۵۔ اسلام کے مخصوص اصطلاحات جو صرف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مختص ہیں۔ ان کے استعمال سے انہیں قانوناً روکنا ہوگا۔ مثلاً مسجد، امیر المؤمنین، خلیفہ، صحابی، ام المؤمنین وغیرہ وغیرہ۔ یہ اور اس قسم کے امور ہمارے دستوری فیصلے کے لازمی نتائج ہیں۔ جب تک ان نتائج کو بروئے کار نہیں لایا جاتا۔ دستوری فیصلہ صرف کاغذی فیصلہ کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین فی بلادھم من ھذا الفتنۃ الداھیۃ۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی مدظلہ خلیفہ حضرت تھانویؒ

شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رمضان کی وجہ سے جواب میں دیر ہوئی۔ آج ۳۰ رمضان کو جواب دے رہا ہوں۔

۱۔ قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیر اعظم پاکستان اور ان کی کابینہ نے کیا ہے۔ میں نے اس پر وزیر اعظم اور ان کی کابینہ کو دلی مبارکباد دی ہے۔ کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق اور عام اہل اسلام کے جذبات کے موافق ہے۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔

۲۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے الگ کریں اور فوج پاکستان سے بالکل الگ کریں۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب میں جہاد منسوخ ہوگیا ہے۔ اس کے ماننے والوں میں جذبۂ جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنے نہ چاہئیں۔ جو خود قادیانی بنا ہے وہ مرتد ہے جس کو تین دن کی مہلت دے کر قتل کر دینا حکومت کا فرض ہے۔ اور جو خود مرتد نہیں ہوا بلکہ مرتد کی اولاد ہے۔ وہ اگر دوسروں کو مرتد بناتا ہے اس کی بھی یہی سزا ہے اور جو مرتد نہ بناتا ہو اس سے اسلامی تعلقات نہ رکھے جائیں۔

اور جو قادیانی توبہ کرنا چاہے اس کی توبہ قبول کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مرتد مانے اسی طرح جو اس کو نبی کہتے ہیں، ان کو بھی کافر و مرتد مانے۔ والسلام (۳۰ رمضان ۱۳۹۴ھ)

شاعر اسلام ابو الاثر حفیظ جالندھری ، لاہور

کرم فرما ! مولانا سمیع الحق صاحب ! سلام مسنون قبول کریں ۔ الحق کا شمارہ ستمبر ملا ۔ مطالعہ میں آیا ۔ آپ کا مکتوب بھی ملا ۔ چونکہ جواب طلب ہے اس لئے تعمیل کر رہا ہوں ۔ آپ کے مکتوب میں چند اہم سوالات ہیں جن کا تعلق قادیانی مسئلہ کے اس حل کے بارے میں ہے ۔ جو ۷ ستمبر کی شام " اسلامی " پاکستان کی قانون اسمبلی میں سے منتخبہ خاص کمیٹی کی سفارش پر متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا گیا ۔ اور اس کا اعلان موجودہ عوامی حکومت کے محترم وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا ۔

مولانا ! اگر آپ کے نزدیک بھی یہ قادیانی کا ایسا حل ہے ۔ جس پر خوشیاں منانے اور مطمئن ہو کر میں جی ہاں کہوں اور اس فتنۂ باطنیہ کو دفن ہو چکنے والا سمجھ کر آپ سب کے ساتھ شامل ہو جاؤں ۔ تو مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے سے قطعاً معذور ہوں ——— میں ڈرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ چاہے سمیع الحق ہی کیوں نہ ہوں ، وہ حق اسی آواز کو قرار دیں گے جو خود ان کے فیصلے کی تائید میں ان کے گوش میں آئے ۔ میں اس وجہ سے شاید خاموشی یعنی آپ کے سوالات کے جواب میں چپ رہنا اختیار کر لیتا ۔ لیکن جو احترام ، احترام ہی نہیں ہم عقیدتی آپ سے اور مولانا عبد الحق صاحب سے ہے ۔ جواب نہ دینا بھی خلاف آداب تعلقات ہے ۔ اس لئے یہ سطور بہ تعجیل لکھ رہا ہوں ۔

۱۔ آپ کا اداریہ کا اولین کلمہ قومی اسمبلی کے فیصلے " تاریخی اسلامی فیصلہ بتاتا ہے ۔ اس کو آپ نے عظیم اور مبارک فیصلہ قرار دیا ہے ۔

میرے نزدیک یہ قادیانی مسئلے کا وہ حل نہیں ہے جو حل قرآن کریم و حکیم نے پہلے ہی سے کر رکھا ہے ۔ البتہ یہ ایک فیصلہ ہے جو اسلام کی قرآنی عدالت سے نہیں ، انگریز کی مسلط کردہ جمہوری عدالت نے دیا ———

یہ جمہوری عدالت قابل تحسین ہے اس لئے کہ جو کچھ آپ علماء صاحبان نے طلب کیا وہی آپ کو مل گیا ۔ اس لئے جس طرح قادیانی فتنہ کے خلاف آپ نے کروڑوں عامۃ المسلمین کہلانے والے (مسلمانوں) کو عملی آواز کے لئے اتحاد کی دعوت دی تھی ۔ اسی طرح حکومت پاکستان کے اس فیصلے پر آپ نے خوش ہو کر جشن منانے کی صورت بھی پیدا کر دی ——— یہ جشن حل مسئلہ کا جشن نہیں ۔ علماء کے اس مطالبے کا جشن ہے ۔ جو انتہائی طور پر محدود بھی تھا ۔ اور غیر مآل اندیشانہ بھی ۔ اور ایسا ہے کہ اب فتنۂ قادیان

پاکستان ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کو تباہ و برباد کرانے کے لئے پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر جو چاہے گا کرے گا۔

سرزمین پاکستان کے سینے میں جھنڈا گاڑے ہوئے اطمینان سے رہتے سہتے یہودیت کے اصل ہراول دونوں گروہ لاہوری ہوں یا ربوائی کیا اپنے مقاصد سے باز آجائیں گے۔

آپ کے پاس اب کونسا حربہ ہے۔ جو ان کے حربوں کے لئے آپ استعمال فرمائیں گے۔

آپ مطمئن ہو گئے۔ ملّت کو آپ نے مطمئن بنادیا آپ کی نیت درست ہے، بجا ہے لیکن

سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

لہذا سوالات کے جوابات فی الحال بے فائدہ ہیں۔ ہاں میں نے سطور انتہائی ادب سے لکھی ہیں۔ میں نے ان قادیانیوں کو پورے ستر برس سے جاننا پہچاننا شروع کیا تھا۔ ان کا مبلغ اعظم ظفراللہ خاں چودھری میرے دیوار بہ دیوار برسوں پڑوسی رہ چکے۔ رات دن ان سے ان کے طریق تبلیغ الحاد کا ورد رہا ہوں۔ اس لئے اب ایک مستقل کتاب ہی لکھوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ بطفیل سرکار دو جہاں مدد کریگا۔

(۱۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

مولانا ماہر القادری۔ مدیر ماہنامہ فاران کراچی

جناب مکرم! السلام علیکم۔ گرامی نامہ ملا۔ یاد آوری کا دلی شکریہ۔ آپ کا پہلا سوال ہے:

۱۔ قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات، جذبات اور تاثرات کیا ہیں۔؟

جواب:۔ اکتوبر کے "فاران" کا اداریہ (نقش اول) میرے احساسات کا آئینہ دار اور میرے جذبات، و تاثرات کا ترجمان ہے۔ اس مسئلہ کے حل ہو جانے سے ملک بہت بڑے بحران CRISIS سے محفوظ ہو گیا۔ ورنہ ختم نبوت کے مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گئے تھے اور وہ دستوری طور پر اس مسئلہ کے حل نہ ہونے سے تنگ آچکے تھے۔ ارباب اقتدار کا یہ حال ہے کہ وہ اس مسئلہ کا کریڈٹ بھی لینا چاہتے ہیں۔ اور اس کا ذکر بھی انہیں زیادہ پسند نہیں ہے۔ نیر از کمان رفتہ والا معاملہ ہے۔

۲۔ قادیانی فتنہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک و بیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ اقلیتوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہو گئی یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تدارک اور احتساب جاری رکھنا ہوگا۔

جواب:۔ مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ گئی۔ قادیانیوں میں تبلیغ کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ ان پر

اخلاق و محبت کے ساتھ کام کیا جائے۔ اور خاص طور سے مرزا قادیانی کی تحریریں انہیں پڑھوائی جائیں کہ نبی تو کیا کسی شریف آدمی کے یہاں بھی کیا ایسی متضاد اور انمل بے جوڑ باتیں مل سکتی ہیں ؟ اقلیت کے حقوق کا تحفظ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے۔ مگر مولانا مودودی کے بقول حکومت نے سانپ کو لاٹھی مار کر اُسے چھوڑ دیا ہے۔ اور چوٹ کھایا ہوا سانپ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ قادیانی سیدھے سادے طور پر غیر مسلم ذمّی کی حیثیت سے پاکستان میں امن و امان کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ مگر پاکستان اور ملّت اسلامیہ کے خلاف سازشیں برداشت نہیں کی جا سکتی ! یہ مسئلہ بھی بہت اہم اور خاص طور سے قابلِ غور ہے۔ کہ مسلمانوں کی حکومت اور مسلم معاشرے میں نبیٔ کاذب کی جھوٹی نبوت کی دعوت نہیں دی جا سکتی۔ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں اور زرتشتیوں کے کفر اور کاذب نبی کی نبوت کا موقف ایک جیسا نہیں ہے۔ یہ وہ کفر ہے جس کی تبلیغ مسلمانوں میں قانوناً ممنوع ہونی چاہئے۔ جس طرح مسیلمہ کذاب کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ السلام کے القاب گوارا نہیں کئے جا سکتے، اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ تکریم و تعظیم اور احترام کے القاب برداشت نہیں کئے جا سکتے، ابوجہل اور ابولہب کافر تھے۔ منکرِ نبوت تھے۔ حضور کے دشمن تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حریف اور مدِّ مقابل نہیں تھے، مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ مدعی نبوت ہے۔ اس لئے اس کا موقف حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حریف کا موقف ہے۔ (استغفر اللہ) (۲۹ رمضان ۱۳۹۴ھ)

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ مرزائیت کا اللہ تعالیٰ نے خاتمہ کر دیا ہے۔ اب ان کا معاملہ دوسرے کافروں کی طرح ہے۔ یہ سکھ پارسی عیسائی اور ہندو کی طرح ہو چکے ہیں۔ نکاح وغیرہ کے مسائل حل ہو گئے۔ ہمارے ٹکٹ پر یہ ممبر نہیں بن سکیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ باقی مسائل کے بارہ میں ہم کو امید رکھنی چاہئے کہ حل ہو جائیں گے میں اس بات کے سخت خلاف ہوں کہ بعض خود غرض اور اقتدار پسند افراد کہتے پھرتے تھے کہ حکومت مرزائی ہو گئی ہے۔ مرزائی نواز ہے۔ یہ ٹال رہی ہے ——— میرے بھائی ! یہ کافی ہے۔ باقی میں سمجھتا ہوں، مرزائیت کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ کم از کم اسی مسئلے کو ہم اپنی حمایت کا مسئلہ نہیں بنا سکتے۔ جیسے دینی ضرورت پیش آئے گی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ فقط۔ (۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء)